3.1 ابن عمار الأندلسي (۴۲۲ھ / ۱۰۳۱ء ــ ۴۷۷ھ / ۱۰۸۳ء)

3.1.1 مختصر حالات زندگی:

اندلس کی عربی شاعری میں ابن عمار کو مدح گوئی اور منظر نگاری کے میدان میں امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ ان کا پورا نام ابو بکر محمد بن عمار المہری الشلبی الاندلسی ہے۔ ان کا تعلق عرب کے یمنی قبیلہ قضاعہ کی ایک شاخ مہرۃ سے ہے جسکی طرف نسبت کے باعث "المہری" کہلاتے ہیں۔ ابن عمار کی پیدائش ایک مفلس وگمنان گھرانے میں ۴۲۲ھ / ۱۰۳۱ء میں شِلب کے قریب شنبوس نامی قریہ میں ہوئی جو اندلس کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ وہاں سے ابن عمار شلب منتقل ہو گئے اور پھر طلب علم کے لئے قرطبہ آ گئے۔ ابن عمار ذوالوزارتین کے لقب سے بھی مشہور ہیں۔ ان کے خاندانی پس منظر کا اثر انکی شخصیت پر بڑا ہی گہرا تھا۔

ابن عمار نے اپنی زندگی کا آغاز اُمراء وسلاطین کے درباروں کا چکر کاٹنے اور انکی مدح سرائی سے کیا۔ ابتداء میں اسے خاطر خواہ پذیرائی نہ ملی۔ پھر اسے اشبیلیہ کے بادشاہ معتضد بن عباد کے دربار میں رسائی ملی۔ اسی موقع پر ابن عمار نے بادشاہ کی شان میں اپنا معروف رائیہ قصیدہ کہا جو ہمارے نصاب میں شامل ہے۔ وہیں اسکی ملاقات شہزادہ معتمد بن المعتضد عباد سے ہوئی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دونوں کے درمیان کافی گہرے دوستانہ مراسم قائم ہو گئے۔ یہاں تک کہ بادشاہ معتضد کو ان دونوں کے درمیان اسقدر گہرے تعلقات سے اپنی سلطنت وحکومت کے لئے خطرہ محسوس ہونے لگا۔ اس لئے بادشاہ نے ابن عمار کو اشبیلیہ سے جلاوطن کر دیا۔ اس دوران ابن عمار دربدر کی ٹھوکریں کھاتا رہا۔

دریں اثناء معتضد کی وفات ہو گئی اور اسکا بیٹا معتمد اسکا جانشین بنا۔ معتمد نے اپنے پرانے دوست ابن عمار کو بلوایا اور ابن عمار کی خواہش پر اسے شلب کا گورنر مقرر کیا۔ پھر شلب سے بلا کر اپنا وزیر بنایا۔ اس طرح ابن عمار وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ طاقتور ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ اسکے ذہن میں خود مختار ہو جانے کا خیال آنے لگا بالآخر وہ بغاوت کر کے مُرسیہ نامی ریاست کا خود مختار حکمران بن گیا اور اسپین میں اسوقت کی اتھل پتھل سے فائدہ اٹھا کر اپنی سلطنت کی توسیع میں لگ گیا۔

معتمد بن عماد کے زمانہ حکومت میں ابن عمار کی وہی حیثیت تھی جو ہارون رشید کے دور اقتدار میں ان کے وزیر جعفر برمکی کی تھی۔ لیکن ابن عمار نے معتمد سے بغاوت کر کے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا اور سر عام معتمد اور اسکی بیوی کی ہجو کرنے لگا، جس سے جعفر برمکی کا دامن پوری طرح پاک ہے۔ اسی وجہ سے ابن عمار کا انجام بھی زیادہ دردناک ہوا۔

کچھ دنوں کے بعد وقت نے کروٹ لی۔ معتمد نے انتہائی ہوشیاری سے بنی سہیل کی مدد سے اسے گرفتار کروا کر قید خانے میں ڈال دیا اور ابن عمار کے عفو و درگزر کی ہزار کوشش کے باوجود تھوڑے ہی دنوں کے بعد ۴۷۷ھ / ۱۰۸۴م میں خود ہی اسے قتل کر دیا۔ ابن عمار کی غداری اور بے وفائی کے باعث لوگوں نے اسکی موت پر افسوس کا اظہار بھی نہیں کیا۔

ابن عمار انتہائی ذہین و فطین، عالی ہمت، تجربہ کار اور ذی علم شخص تھا۔ وہ اندلس کے ادبی اور سیاسی منظر نامے سے بخوبی واقف تھا۔ ہدف اور مقصد کے حصول میں کوئی چیز کبھی اس کے لئے مانع نہیں بنی۔ ابن عمار کی شخصیت کے مطالعہ کے بعد ہمارے سامنے اسکی شخصیت کے دو نمایاں پہلو ابھر کر سامنے آتے ہیں: ابن عمار بحیثیت شاعر اور ابن عمار بحیثیت سیاست دان۔

3.1.2 شاعری اور کلام کی خصوصیات:

ابن عمار ایک فطری شاعر تھا۔ اس نے کثرت سے شعر کہے ہیں۔ افسوس کہ اسکی شاعری کا بڑا حصہ ضائع ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ موت سے پہلے اس نے اپنی ہجویہ شاعری کو جلا دیا تھا۔ اسکی شاعری فصیح الفاظ، عمدہ تراکیب اور بہترین تعبیرات سے عبارت ہے۔ اسکے کلام کو پڑھتے ہوئے کہیں بھی تصنع کا احساس نہیں ہوتا۔ اسکے یہاں آمد ہے اسکا کلام آورد کے شائبہ سے بالکل پاک ہے۔ ابن عمار نے جن اصنافِ شاعری میں طبع آزمائی کی ہے اس میں مدح، عتاب، اخوانیات، ہجاء، وصف، نسیب اور غزل کے علاوہ مجون بھی شامل ہے۔ اسکے ہمعصر شعراء میں ابن زیدون، معتمد بن عباد، ابن خفاجہ، ابن وھبون اور ابن اللبابہ کے نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ اسکی شاعری کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ زبان و بیان کی باریکیوں سے اچھی طرح آشنا تھا۔ تشبیہات واستعارات کے استعمال پر اسے پوری قدرت حاصل تھی۔ اپنے احساسات وجذبات کو شاعری کے پیکر میں ڈھالنے پر اسے فنکارانہ مہارت حاصل تھی۔ ابن عمار کی ابتدائی عہد کی شاعری اپنے عہد کی نمایاں شخصیات اور امراء و وزراء کی مدح پر مشتمل ہے۔ لیکن وزیر بن جانے اور امارت آجانے کے بعد جو شاعری کی ہے وہ سچی شاعری ہے اور اسمیں افکار و خیالات کی سچی ترجمانی پائی جاتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابن عمار اندلس میں طوائف الملوکی کے عہد کا ایک ممتاز شاعر ہے۔ وہ ذہین وبلند ہمت ہونے کے ساتھ ساتھ شعر وادب کا شیدائی تھا۔ ابن عمار کی زندگی کے دو ادوار ہیں جسکی جھلک انکی شاعری میں بھی ملتی ہے۔ پہلے دور میں وہ کسب معاش کے لئے امراء وسلاطین کی مدح کرتے ہیں اور انکے درباروں سے وابستہ نظر آتے ہیں۔ دوسرا دور انکی جلاوطنی سے شروع ہوتا ہے پھر انکی سیاسی معرکہ آرائی سے ہوتا ہوا ان کے قید وبند اور بالآخر ان کے قتل پر تمام ہوتا ہے۔ وصف نگاری اور فطری مناظر کی عکاسی انکی شاعری کا امتیازی وصف ہے۔ اسکے علاوہ مدح غزل اور شراب نوشی پر بھی انھوں نے عمدہ اشعار کہے ہیں۔ وصف نگاری میں وہ اشیاء کے ظاہری وصف کو بیان کرنے پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ اسکے ساتھ ساتھ اس میں اپنے احساسات وجذبات اور افکار وتخیلات کو بھی سمو دیتے ہیں۔

ان کا دیوان مفقود ہے۔ انکی شاعری کو ڈاکٹر صلاح خالص نے اپنی کتاب "محمد بن عمار دراسة أدبية تاریخية" میں جمع کر دیا ہے۔

3.2 قصيدة ابن عمار فی وصف الطبيعة

أدر الزجاجة فالنسيم قد انبرىٰ — والنجم قد صرف العنان عن السرى

والصبح قد أهدى لنا كافوره — لما استرد الليل منّا العنبرا

والروض كالحسنا كساهُ زهرهُ — وشياً وقلده نداه جوهرا

أوكالغلام زهابورد رياضه — خجلا وتاه بآسهنّ معذّرا

روض كأن النهر فيه معصم — صاف أطلّ على رداء أخضرا

وتهزّه ريح الصبا فتخاله — سيف إبن عباد يبدد عسكرا

عبّاد المخضرُّ نائل كفّه — والجوُّ قد لبس الرداء الأخضرَا

اندى على الاكباد من قطر الندى — والذَّ فى الاجفانِ من سنة الكَرَى

قدّاح زندالمجد لاينفکُّ من نار الوغیٰ إلاّ إلیٰ نار القِریٰ

أیقنت أنی من ذراهُ بجنّةٍ لمّا سقانی مِن نداهُ الکوثرا

(الأدب الأندلسی ---مصطفی الشکعة ،ص ٣٤٦-٣٤٧)

3.3 ترجمہ قصیدہ ابن عمار

ا۔ چراغ کو گھمادو کیونکہ بادِ نسیم چل پڑی ہے۔اور ستارے نے رات کے سفر سے لگام ہٹادی ہے، یعنی ستارے رک گئے ہیں اور رات ٹھہر گئی ہے۔

۲۔ صبح نے اپنی سفید رنگ کی خوشبو(کافور) ہمیں ہدیہ میں پیش کر دی۔جب رات نے سیاہ رنگ کی خوشبو(عنبر) ہم سے واپس لینی چاہی۔

۳۔باغ نے ایک حسینہ کے مانند اپنے آپ کو رنگ برنگے پھولوں سے ڈھک لیاہے۔اور شبنم نے اس کے گلے میں موتیوں کا ہار ڈال دیاہے۔

۴۔یاوہ اس خوبصورت لڑکے کی طرح سے جو اپنی کیاریوں کے گلاب کی طرح سرخ اور خوش رنگ ہو جاتاہے جب وہ شرماتاہے اور ان کیاریوں کی حنا کے پھولوں سے وہ اپنے رخسار پر اگنے والے بالوں پر اتراتاہے۔

۵۔وہ ایک ایسا چمن ہے گویا کہ نہر اس میں ایک صاف وشفاف کلائی کے مانند ہے جس نے کسی چادر پر ہریالی بکھیر دی ہے۔

٦۔جب بادصبا اسے حرکت دیتی ہے تو تمہیں ایسا لگے گا کہ وہ سیف ابن عباد کی تلوار ہے جو لشکر کو تتر بتر کر رہی ہے۔

۷۔عباد، اسکی بخشش وفیاضی سے مستفید ہونے والے ہمیشہ شاداب اور خوشحال رہتے ہیں، اور ساری فضانے سبز رنگ کی چادر اوڑھ رکھی ہے۔

۸۔وہ شبنم کے قطروں سے زیادہ جگر کو ٹھنڈک پہنچانے والا ہے۔اور پلکوں میں نیند کی اونگھ (پہلی نیند) سے زیادہ لذیذ اور پر لطف ہے۔

۹۔وہ مجد و شرافت کے شعلوں کو ہوا دینے والا ہے یعنی وہ ہمیشہ بہادری اور عظمت کے کاموں میں مصروف رہتا ہے، وہ میدانِ جنگ کی آگ سے تبھی دور ہوتا ہے جب اسے ضیافت و مہمان نوازی کی آگ کو روشن کرنا ہوتا ہے۔یعنی یا تو وہ میدان جنگ میں ہوتا ہے یا مہمانوں کی ضیافت میں مصروف رہتا ہے۔

۱۰۔مجھے یقین ہو چلا ہے کہ میں ان کے زیر سایہ ایک جنت میں آ گیا ہوں۔جب انہوں نے مجھے اپنی فیاضی کا جام کوثر پلایا۔

3.4 مشکل الفاظ کے معنی ولغوی تحقیق

أدار يدير ادارة۔	گھمانا
الزُجاجةُ۔	شیشہ، چراغ
العنان۔	لگام
السّریٰ۔	رات میں چلنا
کافور۔	کپور، سفید رنگ کا خوشبو دار مادہ
عنبر۔	عنبر، سیاہ رنگ کا خوشبو دار مادہ
استرداد۔	واپس چاہنا
الروض۔	باغ، چمن
الحسنا۔	حسینہ
وشیأ۔	رنگ برنگ
کسا یکسو۔	لباس پہنانا
ندیٰ۔	شبنم

جوهر۔	موتی
زهو۔	اترانا، خوش رنگ ہونا
تاة يتيه۔	اترانا
آس۔	حنا کے ہلکے سفید رنگ کے پھول
معذّر۔	نوجوانی میں رخسار پر اگنے والے بال
معصم۔	کلائی
أطل يطل۔	ٹپکانا۔ چھڑکنا
بدد يبدد ۔	تتر بتر کرنا، چھانٹنا
عسكر۔	لشکر
قدّاح زند المجد۔	مجد و شرافت کی آگ کو ہوا دینے والا
نار الوغىٰ۔	میدان جنگ
القِرىٰ۔	ضیافت، مہمان نوازی
ذروة ج ذرى۔	زیر سایہ

3.5 ادبی صنف کا تعارف

نصاب میں شامل ابن عمار کے قصیدے کا تعلق صنف مدح سے ہے۔ ابن عمار نے اپنا یہ رائیہ قصیدہ بادشاہ معتضد ابن عباد کی مدح میں کہا جب اسے پہلی بار بادشاہ سے ملاقات اور دربار میں باریابی کا شرف حاصل ہوا۔ مدح گوئی ایک معروف صنف شاعری ہے۔ عام طور سے شعراء امراء وسلاطین یا انکے وزراء کی شان میں مدحیہ قصائد کہتے ہیں۔ اسکے ذریعہ سے وہ ان کے درباروں تک رسائی حاصل کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ان کے انعام واکرام اور الطاف وعنایات کا مستحق باور کراتے ہیں۔ اس طرح مدح گوئی کو وہ اپنے کسب معاش کا ذریعہ بناتے ہیں۔

اندلسی شاعری میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ شعراء شعر المدیح کو شعر الطبیعہ میں ضم کر دیتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے قصیدے کا آغاز فطری مناظر کی تصویر کشی سے کرتے ہیں، پھر گریز کا انداز اختیار کر کے اپنے ممدوح کی مدح پر آجاتے ہیں۔ اسکی عمدہ مثال ابن عمار کا یہ رائیہ قصیدہ ہے جسمیں اس نے معتضد کی مدح سے پہلے شعر الطبیعہ سے متعلق عمدہ اشعار کہے ہیں جو ہمارے کورس میں شامل ہیں۔ معتضد کی مدح میں ابن عمار کے اس قصیدے کو صرف اس لئے شہرت نہیں ملی ہے کہ وہ بادشاہ کی مدح میں ہے بلکہ اس لئے کہ اسمیں مدح نگاری کا ایک نیا طرز و انداز پایا جاتا ہے۔

3.6 اقتباس کا موضوع، اسکی تشریح اور اسلوبی خصوصیات:

نصاب میں شامل قصیدے کا موضوع مدح نگاری ہے۔ شاعر نے اس میں اپنے ممدوح معتضد ابن عباد کی تعریف وتوصیف کی ہے۔ قصیدے کا آغاز مناظر فطرت کی منظر کشی سے کیا ہے۔ ابن عمار نے دیگر اندلسی شعراء کی طرح اپنا یہ قصیدہ پارک اور باغ میں عیش وطرب کی مجلس کی وصف نگاری سے کیا ہے۔ اس میں تشبیہات واستعارات کی بھر مار ہے۔ اس قصیدے میں شاعر نے اپنے ممدوح کی شجاعت وبہادری، ان کے جود کرم اور انکی عنایت وفیاضی سے اپنی سیر ابی کا ذکر کیا ہے۔

اس قصیدے میں شاعر نے آسان الفاظ اور واضح تراکیب استعمال کی ہیں۔ اس میں عمدہ خیالات کے ساتھ ساتھ بہترین تشبیہات کا استعمال کیا گیا ہے۔ کہیں پر تصنع اور تکلف کا احساس نہیں ہوتا۔ یہ قصیدہ اپنے محاسن اور اسلوبی خصوصیات کے لحاظ سے شاعر کے بہترین کلام میں شمار کیا جاتا ہے۔

3.7 نمونہ سوالات:

۱۔ درج ذیل اشعار کا سلیس اردو زبان میں ترجمہ کیجیے۔

۲۔ مندرجہ ذیل اشعار کی سیاق وسباق کے ساتھ تشریح کیجیے۔

۳۔ مندرجہ ذیل اشعار میں خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق کیجیے۔

۴۔ مندرجہ ذیل اشعار میں خط کشیدہ کی نحوی ترکیب بتایئے۔

۵۔ابن حمدیس / ابن عمار کے قصیدے کا خلاصہ تحریر کیجیے۔

۶۔ابن حمدیس / ابن عمار کی شخصیت کا بحیثیت شاعر جائزہ لیجیے۔

۷۔ابن حمدیس / ابن عمار کی شخصیت اور ان کے شاعرانہ کمالات وامتیازات پر ایک مضمون قلمبند کیجیے۔

۸۔اندلسی شاعری کے فروغ میں ابن حمدیس / ابن عمار کی کوششوں اور خدمات پر روشنی ڈالیے۔

3.7 معاون کتابیں:

١۔مصطفیٰ الشعكة: الأدب الأندلسی موضوعاته وفنونه

٢۔الدكتور احسان عباس: تاريخ الأدب الأندلسي ۔عصر سيادة قرطبة

٣۔الدكتور شوقی ضيف: تاريخ الأدب العربی عصر الدول والإمارات۔الأندلس

٤۔عمر فروخ: الأدب العربی في المغرب والأندلس منذ الفتح الإسلامی إلى آخر عصر ملوك الطوائف

۵۔العرب فی الاندلس مقاربات فی التاريخ والأدب،إعداد ۔قسم اللغة العربية وآدابها، جامعة علي كره الإسلامية ۔الهند

٦۔الدكتور صلاح خالص: محمد إبن عمار دراسة أدبية تأريخية

۷۔احمد حسن زيات : تاريخ ادب عربی۔ترجمه ڈاکٹر سید طفيل احمد مدني

4.1 تمہید

عربی زبان وادب کو اندلس میں ایک اہم مقام حاصل تھا۔ وہ ادب عالیہ اور تہذیب وثقافت کی زبان بن گئ تھی۔ وہاں کے مدارس میں اسکی تعلیم لازمی تھی، نیز ملک بھر کے مدارس میں ذریعہ تعلیم بھی عربی تھی۔ یہودی اور عیسائی سبھی بڑے شوق سے عربی زبان پڑھتے تھے۔ عربی زبان کے ساتھ ساتھ یہاں عربی نثر کو بھی کافی فروغ حاصل ہوا۔ ایک طرف جہاں عربی شاعری میں کچھ نئے اصناف سخن کی داغ بیل پڑی وہیں عربی نثر میں قصہ گوئی اور افسانہ نویسی کے میدان میں نئے تجربے ہوئے۔ اسکے علاوہ علوم وفنون کے مختلف میدانوں میں یہاں کے علماء واساتذہ نے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔

اسپین میں اموی دور حکومت عربی زبان وادب کا عہد زریں کہلاتا ہے۔ یہاں کے لوگوں نے علمی ضرورتوں کے علاوہ اپنی روز مرہ کی تمام ضروریات میں صرف عربی زبان کا استعمال کیا۔ عرصۂ دراز تک عرب ریگزاروں سے دور رہنے کے باوجود عربی زبان کے محاسن میں کوئی کمی نہیں آئی۔ اسپین میں عربی زبان کا استعمال تقریبا نوسو برس تک رہا۔ اس طویل عرصہ میں یہاں کے ادیبوں اور شاعروں نے اس زبان میں اپنے فن کے بھرپور مظاہرے کیئے ہیں، جسکے ذکر سے عربی ادب کی تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ عربی زبان وادب کے طلبہ اور اسکے شائقین کے لئے اس لازوال علمی وادبی خزانہ سے واقف ہونا ازبس ضروری ہے۔

4.2 اغراض ومقاصد

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ عرب قوم جہاں بھی گئی وہاں عربی شاعری کا ایک قیمتی ذخیرہ وجود میں آگیا۔ شاعری کا ملکہ عرب قوم کو قدرت کی طرف سے بطور خاص ودیعت ہوا ہے۔ سرزمین اندلس میں بھی عربی شاعری خوب پھلی پھولی اور پروان چڑھی۔ عرب حکمران شعراء وادباء کی بڑی قدر کرتے تھے۔ انکی ہمت افزائی کرتے اور انہیں انعام واکرام سے نوازتے تھے۔ یہاں کے بیشتر حکمران خود اچھے شاعر تھے۔ تمام بڑے شعراء وفنکار ان کے درباروں سے وابستہ رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دیگر علوم وفنون کی طرح یہاں شاعری کو بھی خوب فروغ حاصل ہوا۔ شعراء نے اپنی فنکارانہ صلاحیتوں سے شاعری کو نئے اسلوب اور نئی شکلوں میں پیش کیا۔ موشحات اور زجل جیسی شعری اصناف کا ارتقاء سرزمین اندلس ہی میں ہوا۔

اندلس میں عربی شاعری کے ارتقاء کا ایک اہم سبب وہاں کا فطری ماحول اور اسکی پر بہار فضا تھی۔ مغرب کی رنگارنگی ہر اعتبار سے مشرقی ماحول سے جدا تھی۔ احمد حسن زیات کے الفاظ میں "یورپ کی رنگارنگ زندگی میں عرب شاعروں کو وہ سب کچھ ملا جو ایشیا میں مفقود تھا"۔ یہاں کی نت نئی فضا، مناظر فطرت کی فراوانی، گھنے درخت، لبریز بہتی دریاؤں، سرسبز وشاداب میدانوں ، ہرے بھرے پہاڑوں اور خوبصورت باغات نے انکے فکر و نظر کو جلا بخشی اور ان کے نغموں میں رس گھول دیا۔ اندلسی شاعری میں دریاؤں ، پلوں، محلوں ، قلعوں، حوضوں باغات، نہروں ، چراگاہوں، تالابوں ، فوّاروں اور طربیہ محفلوں وغیرہ سے متعلق بے شمار خوبصورت نظمیں ملتی ہیں۔ فطری مناظر کی تصویر کشی میں اندلسی شاعری پر یورپ کی شاعری کا رنگ وآہنگ نظر آتا ہے۔ اندلسی شعراء نے مدح، غزل، مرثیہ، ہجاء، وصف، تصوف اور فلسفہ وغیرہ پر مشتمل اشعار کہتے ہیں اندلسی شاعر کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں لفظی حسن پر زیادہ زور دیا جاتا تھا جسکے باعث وہ نظمیں لوگوں کو زبانی یاد ہو جایا کرتی تھیں۔ اندلس میں اشبیلیہ اور قرطبہ عربی شاعری کے بڑے مراکز تھے۔ یہاں عرب شعراء کافی تعداد میں موجود تھے۔ مردوں کے علاوہ یہاں خواتین بھی اعلی پائے کی شاعرہ گزری ہیں۔ عائشہ اور ولیدہ جیسی شاعرات کو ملک بھر میں غیر معمولی شہرت حاصل تھی۔ مسلمانوں کے علاوہ اسپین کے یہودیوں اور عیسائیوں میں بھی اچھے شاعر گزرے ہیں جنھوں نے عربی شاعری میں قابلِ قدر اضافے کیئے۔

عربی زبان وادب کے طلبہ کو اندلسی عربی ادب کی تدریس کا مقصد یہی ہے کہ وہ اس بیش قیمت علمی وادبی ذخیرے سے آشنا ہو سکیں۔ وہاں کے ادباء، شعراء اور بالخصوص اندلسی شاعری کے امتیازی خصوصیات سے انھیں کماحقہ واقفیت ہو سکے۔

4.3 ابن حمدیس الصقلی (۴۴۷ھ / ۱۰۵۰م-۵۲۷ھ / ۱۱۳۳م)

4.3.1 مختصر حالات زندگی:

مؤرخینِ ادب نے ابن حمدیس الصقلی کو جزیرۂ صقلیہ کا سب سے بڑا شاعر مانا ہے۔ اس کا کلام صقلیہ، اندلس اور مغرب تینوں کے ماحول سے متأثر ہے۔ اندلسی شعراء میں اس کا درجہ کافی بلند ہے۔ ابن حمدیس کا پورا نام عبدالجبار اور اس کے باپ کا نام ابو بکر بن محمد تھا۔ اسکی پیدائش ۴۴۷ھ میں صقلیہ کے شہر سرقوسہ میں ہوئی۔ اسکا نسبی تعلق یمن کے قبیلۂ اَزد سے تھا۔ لیکن اسکی شاعری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے اپنے قبیلہ سے زیادہ اپنے وطن صقلیہ پر فخر تھا۔

ابن حمدیس نے عنفوان شباب ہی میں شاعری شروع کردی تھی لیکن ادبی حلقوں میں اسکی شاعری کا چرچا زیادہ نہ ہوسکا۔ سرقوسہ کی علمی وادبی حالت کی تفصیل نہیں ملتی لیکن خیال یہی ہے کہ ابن حمدیس کو ضرور کوئی مناسب ادبی ماحول ملا جس کی بناء پر وہ بچپن ہی سے شعر کہنے لگا۔ اس نے ایک کتاب بھی "تاریخ الجزیرۃ الخضراء" کے نام سے تالیف کی تھی۔ دریں اثناء رومیوں نے اسکے وطن عزیز پر دھیرے دھیرے قبضہ کرلیا۔ شاعر نے اپنی آنکھوں سے غاصب قوم کے جبر وتشدد کا مشاہدہ کیا۔ چنانچہ تقریباً چوبیس سال کی عمر میں وہ صقلیہ سے ہجرت کرکے افریقہ کے راستے اسپین پہنچ گیا اور معتمد بن عباد حاکم اشبیلیہ کے دربار میں رسائی حاصل کرنے کی غرض سے وہ اشبیلیہ جاپہنچا۔ ابن عباد نے شاعری میں اسکا امتحان لیا وہ امتحان میں پورا اترا اور انعام واکرام کا مستحق ٹھہرا۔ اسکے بعد وہ بادشاہ کے مقربین میں شامل ہوگیا۔

بعد ازاں شاعر ایک مدت مدید تک بادشاہ کی عنایتوں اور نوازشوں سے آسودہ زندگی گزارتا رہا۔ وہ رقص وسرور کی محفلوں میں جاتا اور وہاں کی رنگینیوں کو اپنے اشعار میں بیان کرتا، کبھی دیگر شعراء کے ساتھ سیر گاہوں کی طرف جاتا اور وہاں شعری مقابلوں میں حصہ لیتا۔ علاوہ ازیں وہ معتمد کی مدح میں طویل قصیدے لکھتا جس میں وہ معتمد کی شجاعت وفیاضی اور رومیوں کے خلاف اسکے جہاد وغزوات کا ذکر کرتا۔ اس عہد میں اسکو مال ودولت اور عزت وشہرت دونوں حاصل رہیں۔ لیکن گردشِ زمانہ نے آسودگی اور فارغ البالی کے یہ ایام بہت جلد اس سے چھین لیئے۔ معتمد کا ستارہ غروب ہوگیا۔ مراکش کے سلطان یوسف بن تاشقین نے ۴۸۴ھ میں اندلس پر حملہ کیا اور معتمد کو قید کرکے افریقہ لے گیا۔ ابن حمدیس بھی بادشاہ کی جلاوطنی میں اسکا شریک

رہا۔ اس طرح ابن حمدیس کی زندگی کا ایک بڑا حصہ افریقہ میں گزرا۔ وہ جہاں کہیں بھی رہا اپنی معاش کے لئے وہاں کے امراء و وزراء کی مدح خوانی کرتا رہا۔ آخر عمر میں ابن حمدیس کی بصارت کھوگئی اور وہ آنکھوں سے معذور ہو گیا۔ آخر کار رمضان ۵۲۷ھ میں ان کا انتقال ہو گیا اور وہیں افریقہ کے شہر بجایہ اور ایک روایت کے مطابق میورقہ میں مدفون ہوئے۔

4.3.2 اخلاق وعادات:

ابن حمدیس ایک صحیح العقیدہ، باوقار، حساس اور جفاکش انسان تھا۔ اسی طرح وہ خوش اخلاق اور بہترین مصاحب تھا۔ وہ مجالس طرب میں شریک ہوتا اور رندوں کی محفلوں میں بھی حصہ لیتا تھا لیکن خود کو وہاں کی رزالتوں اور آلائشوں سے حتی الامکان محفوظ رکھتا۔ اپنے وقار، عزت نفس اور سلامتیٔ اخلاق کا خیال رکھتا تھا۔ ابن حمدیس نے ان محفلوں اور مجلسوں کا تذکرہ اپنی شاعری میں نہایت عمدگی سے کیا ہے۔ اسکی شاعری اسکے اخلاق وعادات اور افکار و تجربات کا بہترین مرقع ہے۔ وہ کہتا ہے:

أصف الراح ولا اشربها—— وهی بالشدوعلى الشرب تدور

كالذي يأمر بالكرولا—— يصطلي نار الوغى حيث تفور

4.3.3 شاعری اور کلام کی خصوصیات:

ابن حمدیس ایک فطری شاعر تھا۔ اسکا احساس بہت شدید تھا۔ وہ عام طور پر کسی اندرونی محرک اور شدت جذبات کے اثر سے شعر کہتا تھا۔ اسی وجہ سی اسکا کلام سوز و گداز اور درد واثر سے بھرپور ہوتا ہے اس نے اپنا دیوان خود مرتب کیا تھا۔ دیوان خاصا ضخیم ہے، جس میں طویل قصائد کے ساتھ ساتھ مختصر قطعات بھی ہیں۔ یہ دیوان طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے۔ دیوان پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ موشحہ اور ہجو کے علاوہ تمام اصناف سخن رثاء، غزل، وصف اور خمریات جیسے تقریبا سبھی موضوعات پر اس نے اشعار کہے ہیں۔ موشحہ کو غالبا اس وجہ سے ہاتھ نہیں لگایا کہ اس وقت تک اس صنف کو خواص کے درمیان مقبولیت حاصل نہیں ہوئی تھی اور اسکو محض ایک عوامی اور تفریحی فن سمجھا جاتا تھا۔ جہاں تک ہجو کا تعلق ہے تو شاعر کی دینداری نیز کذب بیانی اور فحش

گوئی سے اجتناب اس میں مانع تھا۔ بعض لوگوں نے اس پر یہ الزام بھی لگایا کہ وہ ہجو نہیں لکھ سکتا تو اس نے صرف یہ جواب دیا کہ وہ مدح تو اچھی لکھ سکتا ہے۔

اسکے علاوہ ابن حمدیس نے اپنی شاعری میں وطن کے گیت بھی گائے ہیں اور زہد و تصوف اور حکمت و دانائی سے لبریز نغمے بھی گنگنائے ہیں۔ زہد و تصوف اور پند و نصیحت پر مشتمل اسکے اشعار میں ابو العتاہیہ کی شاعری کا رنگ جھلکتا ہے۔ صقلیہ کی یاد اور وہاں گزارے ماہ و سال نے شاعر کے دل و دماغ کو آخر وقت بیقرار رکھا جسکی بھرپور ترجمانی اسکی شاعری میں ملتی ہے۔

ابن حمدیس کی شاعری میں عام طور پر سلاست و روانی، حلاوت و شیرینی، موسیقیت و نغمگی اور برجستگی پائی جاتی ہے وہ عموما آسان اور واضح الفاظ استعمال کرتا ہے۔ لیکن اسکے اشعار میں فنی محاسن، نادر تشبیہات و استعارات اور عمدہ خیالات کی کمی نہیں ہے۔ اس کے اشعار میں گہری معنویت اور شعریت پائی جاتی ہے۔ چونکہ وہ دیندار اور مذہبی شعائر کا پابند تھا اس لیئے اسکی شاعری فحاشیت و عریانیت سے بالکل پاک وصاف ہے۔ حتیٰ کہ جن اشعار میں اس نے ایام شباب کے لہو و لعب اور عیش و عشرت کا ذکر کیا ہے ان میں بھی کوئی فحش لفظ نہیں ملتا۔

وصف نگاری اندلسی شاعری کی ایک عام خصوصیت ہے۔ اندلس کے فطری مناظر، پر کیف فضا، سر سبز و شاداب باغات اور رنگین و خوشنما پھولوں اور پھلوں، نیز وہاں کی نہروں اور محلات نے شعراء کو اپنی جانب متوجہ کیا اور وہ مقامی اشیاء و مناظر کا وصف بیان کرنے لگے۔ ابن حمدیس کو اس صنف میں مہارت تامہ حاصل تھی۔

ابن حمدیس کی شاعری پر یہ تبصرہ نامکمل رہے گا جب تک ہم اسکے زہدیہ کلام کا ذکر نہ کریں کیونکہ اسکے دیوان میں متعدد قصائد اور کافی اشعار و قطعات ایسے پائے جاتے ہیں جس میں اس نے زمانہ کے انقلابات و حوادث، دینا کی ناپائیداری اور بے ثباتی کا ذکر بڑے پر درد انداز میں کیا ہے۔ اس ضمن میں کبھی کبھی وہ حکمت و موعظت کی باتیں کرتا ہے اور کبھی زریں اقوال اور قیمتی نصائح پیش کرتا ہے۔

مذکورہ بالا خصوصیات کی بناء پر ابن حمدیس کو اندلسی شعراء میں ایک اہم مقام حاصل ہے اور اسے اندلسی ادب کا ایک نمائندہ شاعر مانا جاتا ہے۔

4.4 وقال أيضا

بحكم زمان ياله كيف يحكم   يحرم أوطانا علينا فتحرمُ
لقد أركبتني غربة البين غربة   إلي اليوم عن رسم الحمى بيّ ترسم
إذا كلّ عنيّ من سنا الصبح أشهب   تناول حملي من دجى الليل أدهم
وتحسبه يرتاض في غرس حمله   ويسرج فيه للركوب ويلجم
لكل زمان واعظ، وعظه كما   يخط كلاماً بالإشارة أبكم
وحاد رمى بالعيس كل مضلّة   كأن عليه مجهل الفيح معلم
وقد نحرت فى كل شرق ومغرب   عليها نحور البيد فى العزم أسهم
وأوجف حوليها الكماة ضوامراً   فلا سنبكٌ إلا يساريه منسم
فمن راكب يأتى به الخصب بازل   ومن فارس يصلى به الحرب شيظم
فإن تسر فى ليل وجيش فإنها   سفائن بر بين بحرين عوّم
وصيد يصدون الفوارس بالقنا   إذا نكل الأبطال فى الروع أقدموا
ويستطعمون السّمر والبيض إنها   نيوب واظفار بها الأسد تطعم
دعتهم بروق بالأكفّ مشيرة   إليهم ،وعين عرفها يتنسم
عصا شملهم شقت فشرق منجد   إلى طيّة منهم ،وغرّ ب متهم
وماقدّ قد السير بالطول سيرهم   ولكنما المنقد قلبي المتيم

(دیوان ابن حمدیس ،ص۴۰۸)

4.5 ترجمہ قصیدہ ابن حمدیس

۱۔ زمانے کی حکمرانی کی قسم وہ کیا ہی عجیب فیصلے کرتا ہے۔ وہ ہم پر ہمارے وطن کو حرام کر دیتا ہے تو وہ حرام ہو جاتے ہیں۔

۲۔ جدائی کی دوری نے مجھے ایک ایسی اجنبیت پر سوار کر دیا ہے۔ جو آج تک مجھے اپنے ساتھ لیکر محبوب کے نشان سے دور رکھے ہوئے ہے۔

۳۔ جب صبح کی روشنی کیوجہ سے ستارے میرا بوجھ اٹھانے سے قاصر ہو گئے۔ تو رات کی تاریکی کے باعث سیاہی نے میرا بوجھ اٹھالیا۔

۴۔ اور تم سمجھتے ہو کہ رات اپنے بوجھ کو اٹھا کر خوش ہے۔ اور اس میں سواری پر زین کسی جاتی ہے اور لگام لگائی جاتی ہے۔

۵۔ ہر زمانے کا ایک واعظ ہوتا ہے، اسکا وعظ ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی گونگا اشارے سے کوئی بات کہہ رہا ہو۔

۶۔ اور کتنے ہی ایسے حدی خواں ہیں جنھوں نے ہر گم گشتہ راہ جانور کا عمدہ اونٹوں کے ذریعہ سے شکار کیا۔ گویا کہ وسیع مجہول جگہ کا ان کو علم ہے۔

۷۔ چہار طرف سے اسکے اوپر تیروں کی بارش ہوئی۔ اسی طریقے سے جیسے صحرا عزم وحوصلے کو خاک کر دیتا ہے۔

۸۔ اسکے ارد گرد بہادروں نے چھریرے بدن کے گھوڑوں کو دوڑا دیا ہے۔ پس کوئی ایسا گوشہ نہیں ہے جہاں تک ان گھوڑوں کی گھریں نہ پہنچی ہوں۔

۹۔ کتنے ہی شہ سوار ایسے ہیں جن کے ذریعہ دانا اور تجربہ کار شخص خوشحالی تک پہنچتا ہے۔ اور کتنے ہی گھوڑ سوار ایسے ہیں کہ بہادر ان کے ذریعہ میدان جنگ میں اترتا ہے۔

۱۰۔ پس اگر تم رات میں کسی لشکر کے ساتھ نکلو گے۔ تو تمہیں ایسا لگے گا کہ وہ خشکی کی کشتیاں ہیں جو سمندروں کے درمیان چل رہی ہیں۔

۱۱۔ اور کتنے ہی ایسے بہادر لوگ ہیں جو نیزے سے گھوڑ سواروں کا شکار کرتے ہیں۔ اور وہ اس وقت اقدام کرتے ہیں جب بڑے بڑے سورماڈر کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

۱۲۔ وہ لوگ نیزوں اور تلواروں سے کھانا طلب کرتے ہیں۔ گویا کہ وہ دانت اور ناخن ہیں جنکے ذریعہ شیر کھانا کھاتے ہیں۔

۱۳۔ ان بہادروں کو بجلیوں نے ہتھیلیوں سے انکی طرف اشارہ کرکے اپنی جانب بلایا ہے اور خوبصورت آنکھوں والیوں نے جنکی خوشبو پھوٹے پڑ رہی تھی۔

۱۴۔ ان کے اتحاد کا شیرازہ بکھر گیا، پس نجد جانے والے مشرق کی طرف ایک جانب چلے گئے اور تہامہ آنے والے مغرب کی طرف پہنچ گئے ہیں۔

۱۵۔ ان کی قطع تعلقی نے صرف ان کے تعلق کو نہیں ختم کیا ہے۔ بلکہ اس نے میرے محبت کے مارے دل کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔

4.6 مشکل الفاظ کے معانی ولغوی تحقیق

البین۔	افتراق، جدائی
رسم یرسم۔	مٹانا، تیز چلنا، لکھنا، نشان بنانا
الحمیٰ۔	کوئی ایسی چیز جسکا دفاع کیا جائے
کل ۔یکلّ کلاً وکلالۃ۔	تھک جانا، عاجز آجانا
شہاب ج أشہب۔	ستارہ
أدھم۔	سیاہ
ارتیاض۔	خوش ہونا

سرج۔	زین کسنا
لجام۔	لگام لگانا
حاد۔	حدی خواں
اعیس م عیسا ج عیس۔	عمدہ گھوڑا
مجہل۔	غیر معلوم جگہیں، جنگلات
الفیح۔	کشادگی
أبیدم بیداء ج بید۔	صحراء
أوجف۔	گھوڑادوڑانا
کمّی ج کماۃ۔	بہادر
ضامر ج ضوامر۔	چھریرے بدن والا
سنبک۔	کُھر، گوشہ، کنارہ
ساریٰ یساري۔	ساتھ جانا
خصب ج أخصاب۔	ہریالی، خوشحالی
بازل۔	تجربہ کار شخص
فارس۔	گھوڑسوار

صلىٰ يصلىٰ-	داخل ہونا
عُومة عُوم-	پانی میں تیرنے والی
أصيدم صيداء ج صيد-	شکار کرنے والا، بہادر
القنا-	نیزہ
نكل ينكل-	پیچھے ہٹ جانا
الروع-	خوف،ڈر
استطعام-	کھانا طلب کرنا
السمر-	نیزے
ابيض ج بيضاء ج بيض-	تلوار
برق ج بروق-	بجلیاں
اعين م عيناء ج عين-	بڑی آنکھ والی
عرف-	مہک
تنسم-	مہکنا، خوشبو پھوٹنا
عصا شملهم-	انکے اتحاد واتفاق کا شیرازہ
شق يشق-	بکھرنا، منتشر ہو جانا

شرّق۔	مشرق کی طرف جانا
منجد۔	نجد کی طرف جانے والا
طية۔	گوشہ، جانب
متہم۔	تہامہ کی طرف جانے والا
غرّب ۔	مغرب کی طرف جانا
قدّ يقد قداً ۔	کاٹنا
المتيم۔	محبت زدہ، عشق زدہ

4.7 ادبی صنف کا تعارف قصیدے کے موضوع اور اسکی خصوصیات

نصاب میں شامل ابن حمدیس کا قصیدہ بھی بنیادی طور پر مدحیہ قصیدہ ہے۔ ابن حمدیس ایک طویل مدت تک معتمد کے دربار سے وابستہ رہا اور بادشاہ کی عنایتوں اور نوازشوں سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ اس نے معتمد کی مدح میں طویل قصیدے منظوم کیئے ہیں جس میں معتمد کی شجاعت وفیاضی اور رومیوں کے خلاف اسکے غزوات کا ذکر بڑے شاندار لفظوں میں کیا ہے۔

ابن حمدیس اصلا صقلیہ کا رہنے والا تھا۔ صقلیہ پر رومیوں کے قبضہ کے بعد ہجرت کرکے وہ اسپین چلا آیا۔ یہاں اسکی رسائی معتمد کے دربار تک ہوگئ اور اس طرح زندگی آسودہ حال ہوگئی۔ لیکن جلد ہی معتمد کی سلطنت کے خاتمہ کے بعد اسکی خوشحالی اور فارغ البالی چھن گئ۔ وہ اشبیلیہ سے ہجرت کرکے افریقہ چلا گیا۔ وہاں بھی امراءوزراء کی مدح کرکے کسب معاش کرتا رہا۔

نصاب میں شامل ابن حمدیس کا قصیدہ اسکی زندگی کی ان تمام سچائیوں کا آئینہ دار ہے۔ ابتداء میں گردشِ زمانہ اور اسکی چیرہ دستیوں کا ذکر ہے۔ اسکے بعد شاعر نے اپنے ممدوح کی شجاعت وبہادری کا تذکرہ کیا ہے۔ اس قصیدے کی خاص خوبی یہ ہے کہ اس میں شاعر نے بھاری بھرکم الفاظ کا استعمال کیا ہے۔ جبکہ ابن حمدیس کی شاعری میں عام طور پر سلاست وروانی، حلاوت وشیرینی

اور موسیقیت و نغمگی پائی جاتی ہے۔ وہ عموما سہل اور واضح الفاظ استعمال کرتا ہے۔ اسکے اشعار میں گہری معنویت پائی جاتی ہے۔ دیگر اندلسی شعراء کی طرح ابن حمدیس کو بھی وصف نگاری اور منظر کشی میں مہارت تامہ حاصل تھی۔ قصیدے کے آغاز میں شاعر نے گردش زمانہ کا ذکر کیا ہے کہ کیسے حالات سے مجبور ہو کر انسان ایک جگہ سے دوسری جگہ ہجرت کرتا ہے اور پھر غریب الوطنی کی زندگی میں آدمی کو کن کن حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے جسکا شاعر بذات خود اپنی زندگی میں تجربہ کر چکا ہے۔ پھر وہ اپنے ممدوح کی شجاعت وبہادری کا ذکر کرتے ہوئے بہترین منظر کشی کرتا ہے۔ اس ضمن میں اس نے نادر تشبیہات وعمدہ استعارات کا استعمال کیا ہے۔

4.8 معاون کتابیں:

١۔مصطفى الشعكة: الأدب الأندلسی موضوعاته وفنونه

٢۔الدكتور احسان عباس: تاريخ الأدب الأندلسي ۔عصر سيادة قرطبة

٣۔الدكتور شوقی ضيف: تاريخ الأدب العربی عصر الدول والإمارات۔الأندلس

۴۔عمر فروخ: الأدب العربی في المغرب والأندلس منذ الفتح الإسلامی إلى آخر عصر ملوك الطوائف

۵۔العرب فی الاندلس مقاربات فی التاريخ والأدب، إعداد ۔قسم اللغة العربية وآدابها، جامعة علي كره الإسلامية ۔الهند

٦۔الدكتور صلاح خالص: محمد إبن عمار دراسة أدبية تأريخية

۷۔احمد حسن زيات : تاريخ ادب عربی۔ترجمه ڈاکٹر سيد طفيل احمد مدني